ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.04 No.01 (2026)

بعثتِ نبوی ﷺ کا مقصد اور امت کی عملی ذمہ داریاں: قرآن وسنت کی روشنی میں ایک فکری واصلاحی مطالعہ

The Purpose of the Prophetic Mission and the Practical Responsibilities of the Muslim Ummah: An Intellectual and Reformative Study in the Light of the Qur'an and Sunnah

Dr. Hafiz Zahid Farooq
Lecturer, Department of Islamic studies, University of Kamalia, Kamalia, Pakistan.
Email: zahid.6515202@gmail.com
Dr. Hafiz Hussain Azhar
Associate Professor, Department of Social Sciences, University of Veterinary and Animal Sciences (UVAS), Lahore, Pakistan.
Email: Hafiz.hussain@uvas.edu.pk
Dr. Uzma Bashir
PhD, Department of Islamic Studies, IUB, Bahawalpur, Pakistan.
Email: uzmabashir233@gmail.com

Abstract

The Prophetic mission of Prophet Muhammad ﷺ represents a comprehensive divine program for the intellectual, spiritual, moral, and social transformation of humanity. The Qur'an presents the Prophetic mission not merely as the communication of religious doctrines, but as a multidimensional process encompassing the transmission of divine revelation, purification of human character, teaching of the Book and wisdom, establishment of moral values, promotion of justice, and guidance toward the worship and obedience of Allah. This study examines the fundamental objectives of the Prophetic mission in the light of the Qur'an and authentic Sunnah and explores their implications for the practical responsibilities of the Muslim Ummah. Particular attention is given to the Qur'anic concepts of tablīgh, tazkiyah, taʿlīm, moral reconstruction, social justice, and collective responsibility. The study argues that attachment to the Prophet ﷺ cannot remain confined to emotional reverence; rather, it requires conscious adherence to his teachings, embodiment of Prophetic ethics, transmission of divine guidance, promotion of knowledge, and constructive reform of individual and collective life. Using an analytical and reformative approach, the research further investigates contemporary challenges that have created a gap between professed commitment to the Prophetic model and its practical implementation. It concludes that the revival of the Ummah requires a renewed understanding of the objectives of the Prophetic mission and their systematic application in personal conduct, family life, educational institutions, social relations, and collective structures.

Keywords: Prophetic Mission, Prophet Muhammad ﷺ, Objectives of Biʿthah, Muslim Ummah, Qur'an and Sunnah, Tazkiyah, Prophetic Education, Moral Reform, Social Responsibility.

تعارف

بعثتِ نبوی ﷺ تاریخِ انسانی کا محض ایک مذہبی واقعہ نہیں بلکہ انسان کے عقیدہ، فکر، اخلاق، کردار اور اجتماعی زندگی کی ہمہ گیر اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ایک جامع نظامِ ہدایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری ایسے ماحول میں ہوئی جہاں شرک وبت پرستی کے ساتھ قبائلی عصبیت، طبقاتی تفاوت، معاشرتی ناانصافی، اخلاقی بے اعتدالی اور کمزور طبقات کے حقوق کی پامالی نمایاں تھی۔ بعثتِ محمدی ﷺ نے انسان کو اپنے رب سے تعلق، اپنی ذات کی اصلاح اور دوسرے انسانوں کے حقوق کی ادائیگی کا ایسا مربوط تصور دیا جس میں عقیدہ اور عمل، علم اور تزکیہ، عبادت اور اخلاق، نیز فرد اور معاشرہ ایک دوسرے سے جدا نہیں رہتے۔

﴿هُوَ ٱلَّذِي بَعَثَ فِي ٱلۡأُمِّيِّـۧنَ رَسُولٗا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُواْ عَلَيۡهِمۡ ءَايَٰتِهِۦ وَيُزَكِّيهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلۡكِتَٰبَ وَٱلۡحِكۡمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبۡلُ لَفِي ضَلَٰلٖ مُّبِينٖ﴾[1]

1 Al-Jumuʿah, 62:2.

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو ان کے سامنے اس کی آیات پڑھتا ہے، انہیں پاکیزہ بناتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، جبکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔

یہ آیت بعثتِ نبوی ﷺ کے تین بنیادی پہلوؤں—تلاوتِ آیات، تزکیۂ نفوس اور تعلیمِ کتاب و حکمت—کو ایک مربوط نظام کی صورت میں پیش کرتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوی مشن صرف معلومات کی منتقلی نہیں بلکہ انسان کی داخلی اور خارجی شخصیت کی تعمیر کا عمل ہے۔ علم کو تزکیہ، اخلاق اور عمل سے جدا کر دیا جائے تو بعثت کا جامع تصور محدود ہو جاتا ہے۔

﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَٰكَ إِلَّا رَحۡمَةٗ لِّلۡعَٰلَمِينَ﴾2

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے۔

یہ آفاقیت امتِ مسلمہ کی ذمہ داری کو بھی وسیع کرتی ہے۔ امت کو نبوی ہدایت کا محض وارث نہیں بلکہ اس کے علمی، اخلاقی اور دعوتی پیغام کا امین بنایا گیا ہے۔ چنانچہ عصرِ حاضر میں بنیادی سوال یہ ہے کہ بعثتِ نبوی ﷺ کے ان مقاصد کو فرد، خاندان، تعلیمی ادارے، معاشرہ اور اجتماعی نظام اپنی عملی زندگی میں کس حد تک منعکس کرتے ہیں۔

«إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ»3

ترجمہ: مجھے اس لیے مبعوث کیا گیا ہے کہ میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کروں۔

یہ حدیث بعثتِ نبوی ﷺ کے اخلاقی و اصلاحی پہلو کو نمایاں کرتی ہے۔ نبوی تعلیم میں اخلاق کوئی ثانوی موضوع نہیں بلکہ ایمان اور عملی زندگی کے درمیان بنیادی رابطہ ہے۔ صدق، امانت، عدل، رحمت، عفو، صبر، حسنِ معاشرت اور حقوق کی پاسداری وہ اوصاف ہیں جن کے ذریعے نبوی پیغام انسانی کردار میں عملی صورت اختیار کرتا ہے۔

مسئلۂ تحقیق

مسلمان معاشروں میں محبتِ رسول ﷺ، سیرتِ نبوی ﷺ اور اتباعِ سنت کی اہمیت مسلم ہے، تاہم نظری وابستگی اور عملی زندگی کے درمیان ایک نمایاں فاصلہ دکھائی دیتا ہے۔ مذہبی شعائر سے وابستگی کے باوجود فردی کردار، معاشرتی معاملات، تعلیمی ترجیحات، عدل و انصاف، دعوتی ذمہ داری اور حقوق العباد کے میدان میں متعدد ایسے مسائل موجود ہیں جو نبوی منہج کی عملی تطبیق پر از سرِ نو غور کا تقاضا کرتے ہیں۔ زیرِ نظر تحقیق کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ قرآن و سنت میں بیان کردہ بعثتِ نبوی ﷺ کے جامع مقاصد کی روشنی میں امت کی انفرادی، اخلاقی، علمی، دعوتی اور اجتماعی ذمہ داریوں کا تعین کیا جائے اور یہ واضح کیا جائے کہ عصرِ حاضر میں ان ذمہ داریوں کو مؤثر اور عملی صورت میں کس طرح ادا کیا جا سکتا ہے۔

مقاصدِ تحقیق

1۔ قرآن و سنت کی روشنی میں بعثتِ نبوی ﷺ کے بنیادی مقاصد کی تعیین کرنا۔

2۔ تعلیم، تزکیہ، دعوت، اخلاق اور اصلاحِ معاشرہ کے نبوی تصور کا تجزیہ کرنا۔

3۔ بعثتِ نبوی ﷺ کے مقاصد کے تناظر میں امت کی عملی ذمہ داریوں کو واضح کرنا۔

4۔ عصرِ حاضر میں نبوی مشن سے عملی وابستگی کے اہم تقاضوں کا جائزہ لینا۔

5۔ فرد، خاندان، تعلیمی اداروں اور معاشرے کے لیے قابلِ عمل اصلاحی جہات پیش کرنا۔

تحقیقی سوالات

1۔ قرآن و سنت میں بعثتِ نبوی ﷺ کے بنیادی مقاصد کس طرح بیان ہوئے ہیں؟

2۔ تعلیمِ کتاب و حکمت اور تزکیۂ نفس کا نبوی مشن میں کیا مقام ہے؟

3۔ بعثتِ نبوی ﷺ کے مقاصد امت کے لیے کن عملی ذمہ داریوں کا تقاضا کرتے ہیں؟

---

2 Al-Anbiyāʾ, 21:107.

3 Aḥmad ibn Ḥanbal, **Al-Musnad** , ed. Shuʿayb al-Arnaʾūṭ et al. (Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 2001), 14:512, no. 8952.

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

4۔ معاصر مسلم معاشروں میں نبوی تعلیمات اور عملی زندگی کے درمیان موجود فاصلے کے بنیادی اسباب کیا ہیں؟

5۔ نبوی منہج کی روشنی میں فرد اور معاشرے کی فکری، اخلاقی اور عملی اصلاح کس طرح ممکن ہے؟

منہجِ تحقیق

زیرِ نظر تحقیق بنیادی طور پر توصیفی، تحلیلی اور اصلاحی منہج پر قائم ہے۔ بعثتِ نبوی ﷺ کے مقاصد کی تعیین کے لیے قرآنِ مجید اور مستند احادیث کو بنیادی مصادر کی حیثیت حاصل ہے، جبکہ تفسیری، حدیثی، سیرتی اور متعلقہ علمی مصادر سے موضوع کی توضیح اور تجزیے میں استفادہ کیا گیا ہے۔ تمام قرآنی آیات، احادیث اور براہِ راست علمی اقتباسات کو Native Automatic Footnotes کے ذریعے حوالہ دیا گیا ہے۔

مبحث اول: بعثتِ نبوی ﷺ کا قرآنی و نبوی تصور اور بنیادی مقاصد

بعثتِ نبوی ﷺ انسانی تاریخ میں ہدایتِ الٰہی کے اس آخری اور کامل مرحلے کی نمائندگی کرتی ہے جس کے ذریعے انسان کے عقیدے، فکر، اخلاق اور عملی زندگی کی جامع اصلاح مقصود ہے۔ قرآنِ مجید نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کو محض احکام کی تبلیغ تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے تلاوتِ آیات، تعلیمِ کتاب و حکمت، تزکیۂ نفوس، توحید کی دعوت، اخلاقی تعمیر اور انسانیت کے لیے رحمت جیسے جامع مقاصد کے ساتھ بیان کیا ہے۔ یہی جامعیت بعثتِ محمدی ﷺ کو ایک ایسے اصلاحی منہج کی حیثیت دیتی ہے جس میں انسان کی داخلی تطہیر اور خارجی زندگی کی اصلاح ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ نبوی منہج پہلے انسان کے تصورِ خدا، مقصدِ زندگی اور جواب دہی کے شعور کو درست کرتا ہے، پھر اسی بنیاد پر اس کے اخلاق، معاملات اور اجتماعی کردار کی تشکیل کرتا ہے۔ اس لیے بعثتِ نبوی ﷺ کے مقاصد کا مطالعہ محض تاریخی زاویے سے نہیں بلکہ امت کی موجودہ فکری و عملی تشکیل کے بنیادی ماخذ کے طور پر کیا جانا چاہیے۔

1۔ بعثت، رسالت اور ہدایت: مفہوم اور قرآنی تناظر

لفظِ بعثت اپنے مفہوم کے اعتبار سے بھیجے جانے، اٹھائے جانے اور کسی خاص مقصد کے لیے مامور کیے جانے کا مفہوم رکھتا ہے۔ اصطلاحی اعتبار سے بعثتِ نبوی ﷺ سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت محمد ﷺ کو آخری رسول کی حیثیت سے انسانیت کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمانا ہے۔ رسالت کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی ہدایت کو پوری امانت، وضاحت اور حکمت کے ساتھ انسانوں تک پہنچایا جائے۔

﴿لَقَدْ مَنَّ ٱللَّهُ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُواْ عَلَيْهِمْ ءَايَـٰتِهِۦ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلْكِتَـٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبْلُ لَفِى ضَلَـٰلٍ مُّبِينٍ﴾[4]

ترجمہ: یقیناً اللہ نے اہلِ ایمان پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو ان کے سامنے اس کی آیات پڑھتا ہے، انہیں پاکیزہ بناتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے وہ واضح گمراہی میں تھے۔

آیت میں بعثت کو نعمت اور احسان قرار دینا اس حقیقت کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ انسان محض عقل اور تجربے کے ذریعے زندگی کے تمام بنیادی حقائق تک مکمل اور یقینی رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ وحی اسے مقصدِ حیات، بندگی، اخلاقی جواب دہی اور آخرت کے ایسے حقائق سے آگاہ کرتی ہے جو انسانی ہدایت کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ کی بعثت انسان کو صرف معلومات فراہم نہیں کرتی بلکہ اس کے فکر و کردار کی سمت متعین کرتی ہے۔

﴿رَّسُولًا يَتْلُواْ عَلَيْكُمْ ءَايَـٰتِ ٱللَّهِ مُبَيِّنَـٰتٍ لِّيُخْرِجَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ مِنَ ٱلظُّلُمَـٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ﴾[5]

ترجمہ: ایک ایسا رسول جو تمہارے سامنے اللہ کی واضح آیات پڑھتا ہے، تاکہ ایمان لانے اور نیک اعمال کرنے والوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے۔

یہاں ظلمات سے نور کی طرف اخراج محض اعتقادی تبدیلی نہیں بلکہ ایک جامع انسانی تبدیلی کی علامت ہے۔ جہالت سے علم، شرک سے توحید، اخلاقی فساد سے پاکیزگی، ظلم سے عدل اور بے مقصد زندگی سے ذمہ دارانہ بندگی کی طرف سفر اسی ہدایت کا عملی اظہار ہے۔ لہٰذا بعثتِ نبوی ﷺ کی معنویت اس وقت پوری طرح سامنے آتی ہے جب اس کے اثرات انسانی فکر کے ساتھ کردار اور معاشرت میں بھی ظاہر ہوں۔

4 Āl ʿImrān, 3:164.
5 Al-Ṭalāq, 65:11.

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

2۔ تلاوتِ آیات، تعلیمِ کتاب وحکمت اور تزکیۂ نفس

قرآنِ مجید میں بعثتِ نبوی ﷺ کے مقاصد کے بیان میں تلاوت، تعلیم اور تزکیہ بار بار سامنے آتے ہیں۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی دعا میں مستقبل کے رسول کی ذمہ داریوں کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

﴿رَبَّنَا وَٱبْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُواْ عَلَيْهِمْ ءَايَـٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلْكِتَـٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ﴾6

ترجمہ: اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان کے سامنے تیری آیات پڑھے، انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور انہیں پاکیزہ بنائے۔ بے شک تو ہی غالب، حکمت والا ہے۔

تلاوتِ آیات کا مفہوم محض الفاظ پڑھ دینا نہیں بلکہ وحیِ الٰہی کو انسان تک پہنچانا اور اسے اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے مربوط کرنا ہے۔ اس کے بعد تعلیمِ کتاب و حکمت انسان کو وحی کے مفہوم، احکام اور عملی تقاضوں کا شعور فراہم کرتی ہے، جبکہ تزکیہ علم کو شخصیت اور کردار میں منتقل کرتا ہے۔ یوں نبوی نظامِ تعلیم میں علم اور کردار دو الگ دائرے نہیں بلکہ ایک ہی اصلاحی عمل کے باہم مربوط اجزا ہیں۔

«مَنْ يُرِدِ ٱللَّهُ بِهِۦ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي ٱلدِّينِ»7

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

اس حدیث میں دینی علم کو محض معلومات جمع کرنے کے بجائے فقہ، بصیرت اور صحیح فہم سے وابستہ کیا گیا ہے۔ یہی فہم انسان کو عبادات، اخلاق، معاملات اور اجتماعی ذمہ داریوں میں نبوی ہدایت کے مطابق فیصلہ کرنے کے قابل بناتا ہے۔ اس لیے امت کی علمی ذمہ داری صرف مذہبی معلومات کی ترسیل نہیں بلکہ ایسی فکری تربیت پیدا کرنا ہے جو علم کو عمل، بصیرت اور اخلاقی ذمہ داری سے جوڑے۔

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّىٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّىٰهَا﴾8

ترجمہ: یقیناً وہ کامیاب ہوا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا، اور وہ نامراد ہوا جس نے اسے آلودہ کر دیا۔

تزکیۂ نفس کا مقصد انسان کے باطن کو شرک، تکبر، حسد، حرص، ریا اور دوسری اخلاقی بیماریوں سے پاک کر کے اسے ایمان، اخلاص، تقویٰ، صبر، شکر اور خیر خواہی جیسی صفات سے آراستہ کرنا ہے۔ قرآنِ مجید اس داخلی اصلاح کو انسانی کامیابی کے ساتھ وابستہ کرتا ہے۔ اس تناظر میں بعثتِ نبوی ﷺ کا تعلیمی مقصد محض ذہنی ارتقا نہیں بلکہ انسان کی مکمل شخصیت کی تشکیل ہے۔

3۔ توحید، اخلاقی اصلاح اور رحمتِ عالم ﷺ کا آفاقی مشن

تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت کا بنیادی محور توحید رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت نے اسی دعوت کو آخری، جامع اور عالمگیر صورت میں پیش کیا۔

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِى كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعْبُدُواْ ٱللَّهَ وَٱجْتَنِبُواْ ٱلطَّـٰغُوتَ﴾9

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

توحید محض ایک اعتقادی نظریہ نہیں بلکہ انسانی آزادی، اخلاقی جواب دہی اور اجتماعی عدل کی بنیاد بھی ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کو اپنا حقیقی معبود، حاکم اور جواب دہی کا مرکز تسلیم کرتا ہے تو وہ اپنی خواہشات، سماجی دباؤ اور باطل اقتدار کو مطلق حیثیت دینے سے محفوظ رہتا ہے۔ اس اعتبار سے بعثتِ نبوی ﷺ کا توحیدی پیغام فرد کی داخلی آزادی کے ساتھ معاشرتی اصلاح کی بنیاد بھی فراہم کرتا ہے۔

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾10

ترجمہ: اور بے شک آپ عظیم اخلاق کے بلند مرتبے پر فائز ہیں۔

---

6 Al-Baqarah, 2:129.
7 Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, **Ṣaḥīḥ al-Bukhārī** , Kitāb al-ʿIlm, Bāb Man Yurid Allāh bihi Khayran Yufaqqihhu fī al-Dīn, no. 71.
8 Al-Shams, 91:9–10.
9 Al-Naḥl, 16:36.
10 Al-Qalam, 68:4.

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

یہاں نبوی اخلاق محض چند انفرادی فضائل کا مجموعہ نہیں بلکہ دعوت، قیادت، معاشرت، عفو، عدل، رحمت، صبر اور انسانی احترام پر مشتمل ایک جامع اخلاقی منہج ہے۔ اسی لیے امت کے لیے اتباعِ رسول ﷺ کا تقاضا صرف ظاہری اعمال تک محدود نہیں رہتا بلکہ معاملات اور اجتماعی رویوں میں بھی نبوی اخلاق کا اظہار ضروری ہے۔

﴿لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُواْ ٱللَّهَ وَٱلْيَوْمَ ٱلْـَٔاخِرَ وَذَكَرَ ٱللَّهَ كَثِيرًا﴾11

ترجمہ: یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتا اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہے۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ نبوی سیرت کا مطالعہ صرف تاریخی معلومات کے حصول کے لیے نہیں، بلکہ عملی اقتدا کے لیے ہے۔ عبادت، خاندان، تعلیم، دعوت، معاملات، قیادت، امن، عدل اور انسانی تعلقات سمیت زندگی کے مختلف دائروں میں اسوۂ رسول ﷺ امت کی رہنمائی کرتا ہے۔ بعثتِ محمدی ﷺ کی جامعیت کا نقطۂ کمال اس کی عالمگیر رحمت ہے۔ یہ رحمت انسان کو صرف آخرت کی کامیابی کا راستہ نہیں دکھاتی بلکہ دنیا میں عزتِ انسان، عدل، خیر خواہی، کمزور طبقات کے تحفظ اور باہمی احترام کی بنیادیں بھی فراہم کرتی ہے۔

مبحث دوم: بعثتِ نبوی ﷺ کے مقاصد اور امت کی عملی ذمہ داریاں

بعثتِ نبوی ﷺ کے مقاصد کا تعلق صرف عہدِ رسالت کے انسانوں کی اصلاح سے نہیں بلکہ ان کی معنویت ہر دور کے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی تک ممتد ہے۔ قرآنِ مجید نے امتِ مسلمہ کو محض نبوی تعلیمات کا وارث نہیں بنایا بلکہ اسے ایمان، اتباع، دعوت، اخلاق، عدل اور خیر خواہی کی عملی ذمہ داری بھی سونپی ہے۔ اس لیے محبتِ رسول ﷺ کا حقیقی تقاضا یہ ہے کہ نبوی ہدایت انسان کے عقائد، عبادات، اخلاق، معاملات اور معاشرتی رویوں میں نمایاں ہو۔ امت کی اصلاح کا آغاز فرد سے ہوتا ہے، مگر اس کا دائرہ خاندان، تعلیمی اداروں، معاشرتی تعلقات اور اجتماعی نظام تک پھیلتا ہے۔ بعثتِ نبوی ﷺ کے مقاصد کو عملی زندگی سے جدا کر دینا دراصل سیرت کو تاریخی مطالعے تک محدود کر دیتا ہے، جبکہ قرآن امت کو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت، اتباع اور اسوۂ حسنہ اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

1۔ اتباعِ رسول ﷺ اور کردار سازی کی انفرادی ذمہ داری

امت کی سب سے بنیادی ذمہ داری رسول اللہ ﷺ پر ایمان کے ساتھ آپ کی اطاعت اور اتباع ہے۔ قرآنِ مجید نے محبتِ الٰہی کے دعوے کو بھی اتباعِ رسول ﷺ سے وابستہ کیا ہے۔

﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾12

ترجمہ: کہہ دیجیے: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت میں اتباعِ رسول ﷺ کو محبتِ الٰہی کی عملی دلیل قرار دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوی نسبت محض جذباتی وابستگی تک محدود نہیں رہ سکتی بلکہ اسے عملی اطاعت میں تبدیل ہونا چاہیے۔ عبادات، اخلاق، معاملات، خاندانی تعلقات اور معاشرتی رویوں میں نبوی رہنمائی کو اختیار کرنا اتباع کا حقیقی مفہوم ہے۔ عصرِ حاضر میں اس اصول کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے، کیونکہ مذہبی وابستگی کے اظہار کے باوجود عملی زندگی میں صدق، امانت، عدل، تحمل اور ذمہ داری کی کمزوری نمایاں ہو سکتی ہے۔ بعثتِ نبوی ﷺ کا اصلاحی تقاضا یہ ہے کہ فرد اپنے کردار کو نبوی معیار کے مطابق مسلسل جانچتا اور درست کرتا رہے۔

﴿مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ ٱللَّهَ﴾13

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے حقیقت میں اللہ کی اطاعت کی۔

یہ مختصر قرآنی بیان اطاعتِ رسول ﷺ کی دینی حیثیت کو پوری قوت سے واضح کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات انسان کو وحی کے عملی تقاضوں سے آگاہ کرتی ہیں؛ اسی لیے سنت قرآن کے احکام کی عملی تعبیر اور نبوی زندگی ان کی مجسم تشریح فراہم کرتی ہے۔ امت کے لیے اس کا تقاضا یہ ہے کہ زندگی کے مختلف معاملات میں ذاتی خواہش، معاشرتی رواج یا وقتی مفاد کے مقابلے میں اللہ اور رسول ﷺ کی ہدایت کو ترجیح دی جائے۔

«لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ»14

11 Al-Aḥzāb, 33:21.
12 Āl ʿImrān, 3:31.
13 Al-Nisāʾ, 4:80.

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

اس حدیث میں ایمان کو انسان کے سماجی رویے اور خیر خواہی سے مربوط کیا گیا ہے۔ اگر انسان اپنی ذات کے لیے عزت، آسانی، انصاف اور بھلائی چاہتا ہے تو نبوی تربیت اس سے تقاضا کرتی ہے کہ دوسروں کے لیے بھی انہی اقدار کو پسند کرے۔ اس اصول کی عملی تطبیق حسد، خود غرضی، استحصال اور باہمی عداوت کو کم کر کے تعاون، ہمدردی اور اجتماعی خیر کے جذبے کو فروغ دیتی ہے۔

«مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ»15

ترجمہ: جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ بھلائی کی بات کہے یا خاموش رہے۔

یہ نبوی اصول عصرِ حاضر میں بالخصوص اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ گفتگو کا دائرہ اب بالمشافہ روابط تک محدود نہیں رہا بلکہ سوشل میڈیا اور دیگر ابلاغی ذرائع کے ذریعے ایک فرد کی بات بہت وسیع حلقے تک پہنچ سکتی ہے۔ بے تحقیق خبر، تہمت، تحقیر، اشتعال انگیزی اور غیر ذمہ دارانہ اظہار فرد کے ساتھ پورے معاشرتی ماحول کو متاثر کر سکتا ہے۔ نبوی تعلیم زبان کے استعمال کو اخلاقی جواب دہی سے مربوط کرتی ہے اور مسلمان کو ایسا طرزِ اظہار اختیار کرنے کی تربیت دیتی ہے جو خیر، صدق اور اصلاح پر مبنی ہو۔

«ٱلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ ٱلْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ»16

ترجمہ: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

یہ حدیث کردار سازی کو محض ذاتی عبادت یا انفرادی نیکی تک محدود نہیں رکھتی بلکہ دوسرے انسانوں کے امن اور تحفظ کو بھی دینی کردار کا حصہ بناتی ہے۔ زبان سے تکلیف پہنچانا، کسی کی عزت مجروح کرنا، مالی یا جسمانی نقصان پہنچانا اور اپنے اختیار کا غلط استعمال کرنا نبوی اخلاق کے منافی ہے۔ اس بنا پر کردار کی نبوی تشکیل کا بنیادی معیار یہ ہے کہ انسان کی موجودگی دوسروں کے لیے ضرر کے بجائے امن، خیر اور اعتماد کا ذریعہ بنے۔

«إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَىٰ صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلَٰكِنْ يَنْظُرُ إِلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ»17

ترجمہ: بے شک اللہ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتا، بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔

یہ حدیث نبوی تربیت کے اس بنیادی اصول کو واضح کرتی ہے کہ دینی شخصیت کی حقیقی قدر ظاہری نمود، معاشرتی حیثیت یا مادی وسائل سے نہیں بلکہ قلبی کیفیت اور عملی کردار سے متعین ہوتی ہے۔ اخلاص، نیت کی درستگی اور عمل کی صالحیت فردی اصلاح کے بنیادی عناصر ہیں۔ اس لیے امت کی عملی تجدید کا آغاز اس مقام سے ہونا چاہیے جہاں دینی شناخت کو ظاہری اظہار کے ساتھ باطنی تقویٰ، حسنِ کردار اور ذمہ دارانہ عمل سے مربوط کیا جائے۔

2۔ علم، دعوت اور امر بالمعروف کی اجتماعی ذمہ داری

بعثتِ نبوی ﷺ کے بنیادی مقاصد میں تعلیمِ کتاب و حکمت شامل ہونے کی وجہ سے امت کی اجتماعی ذمہ داریوں میں علم کی تحصیل، اس کی صحیح تفہیم اور اس کی ذمہ دارانہ ترسیل بنیادی مقام رکھتی ہے۔ نبوی مشن نے علم کو محض شخصی فضیلت نہیں بنایا بلکہ ہدایت اور اصلاحِ معاشرہ کا ذریعہ قرار دیا۔ اسی بنا پر امت کی علمی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ دین کے صحیح فہم کو محفوظ کرے، اسے اگلی نسلوں تک منتقل کرے اور نئے حالات میں قرآن و سنت کی روشنی میں علمی رہنمائی فراہم کرے۔

﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُواْ فِى ٱلدِّينِ وَلِيُنذِرُواْ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوٓاْ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾18

ترجمہ: تو ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے کچھ لوگ نکلتے تاکہ دین کی سمجھ حاصل کرتے اور واپس آ کر اپنی قوم کو خبردار کرتے، تاکہ وہ احتیاط اختیار کریں۔

---

14 Al-Bukhārī, **Ṣaḥīḥ al-Bukhārī** , Kitāb al-Īmān, Bāb Min al-Īmān an Yuḥibba li-Akhīhi mā Yuḥibbu li-Nafsihi, no. 13.
15 Al-Bukhārī, **Ṣaḥīḥ al-Bukhārī** , Kitāb al-Adab, no. 6018; Muslim ibn al-Ḥajjāj, **Ṣaḥīḥ Muslim** , Kitāb al-Īmān, no. 47.
16 Al-Bukhārī, **Ṣaḥīḥ al-Bukhārī** , Kitāb al-Īmān, no. 10.
17 Muslim ibn al-Ḥajjāj, **Ṣaḥīḥ Muslim** , Kitāb al-Birr wa-al-Ṣilah wa-al-Ādāb, no. 2564.
18 Al-Tawbah, 9:122.

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

یہ آیت علمی تخصص اور علم کی اجتماعی افادیت دونوں کو نمایاں کرتی ہے۔ دینی علم کا مقصد صرف عالم کی ذاتی علمی ترقی نہیں بلکہ معاشرے کی رہنمائی بھی ہے۔ موجودہ دور میں یہ ذمہ داری مزید وسعت اختیار کرتی ہے، کیونکہ نئے سماجی، معاشی، طبی، تکنیکی اور اخلاقی مسائل ایسے اہلِ علم کا تقاضا کرتے ہیں جو دینی مصادر کے ساتھ معاصر حالات کی بھی صحیح معرفت رکھتے ہوں۔ یوں علمی ذمہ داری روایت کے تحفظ اور نئے مسائل کی بصیرت افروز تفہیم دونوں کو شامل ہے۔

﴿وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى ٱلْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ﴾19

ترجمہ: اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے، اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

دعوتِ خیر کا یہ تصور محض خطابت یا رسمی وعظ تک محدود نہیں۔ اس میں علم، کردار، حکمت، خیر خواہی اور عملی مثال سب شامل ہیں۔ دعوت اس وقت زیادہ مؤثر ہوتی ہے جب داعی کا کردار اس کے پیغام کی تصدیق کرتا ہو۔ اس لیے امت کی دعوتی ذمہ داری میں صرف دوسروں کو اصلاح کی دعوت دینا نہیں بلکہ اپنی اجتماعی زندگی کو بھی ان اقدار کے مطابق تشکیل دینا شامل ہے جن کی وہ تبلیغ کرتی ہے۔

﴿ٱدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِٱلْحِكْمَةِ وَٱلْمَوْعِظَةِ ٱلْحَسَنَةِ وَجَٰدِلْهُم بِٱلَّتِى هِىَ أَحْسَنُ﴾20

ترجمہ: اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے ایسے طریقے سے گفتگو کیجیے جو بہترین ہو۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ دعوت کی کامیابی صرف پیغام کے درست ہونے پر منحصر نہیں بلکہ اس کے ابلاغ کا اسلوب بھی اہم ہے۔ حکمت کا تقاضا مخاطب کی علمی سطح، حالات اور نفسیاتی کیفیت کو سمجھنا ہے، جبکہ موعظۂ حسنہ دعوت میں خیر خواہی اور حسنِ اسلوب کو ضروری قرار دیتی ہے۔ بالخصوص معاصر مذہبی اور فکری اختلافات میں یہ قرآنی اصول امت کے دعوتی رویے کی اصلاح کے لیے بنیادی معیار فراہم کرتا ہے۔

3۔ عدل، حقوق العباد اور اصلاحِ معاشرہ کے نبوی تقاضے

بعثتِ نبوی ﷺ کا اصلاحی دائرہ صرف فرد کے عقیدہ، عبادت اور شخصی اخلاق تک محدود نہیں بلکہ انسانی تعلقات، معاشرتی انصاف، حقوق کی ادائیگی اور اجتماعی فلاح تک وسیع ہے۔ نبوی تعلیمات نے ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کی بنیاد فراہم کی جس میں انسان کی قدر و منزلت اس کے نسب، مال، رنگ یا معاشرتی حیثیت کے بجائے تقویٰ، کردار اور ذمہ دارانہ عمل سے متعین ہوتی ہے۔ اسی بنا پر امت کی عملی ذمہ داریوں میں عدل کا قیام، ظلم سے اجتناب، کمزور طبقات کے حقوق کا تحفظ، باہمی خیر خواہی، امانت کی ادائیگی اور انسانی عزت کا احترام بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

﴿إِنَّ ٱللَّهَ يَأْمُرُ بِٱلْعَدْلِ وَٱلْإِحْسَٰنِ وَإِيتَآئِ ذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ ٱلْفَحْشَآءِ وَٱلْمُنكَرِ وَٱلْبَغْىِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾21

ترجمہ: بے شک اللہ عدل، احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برائی اور زیادتی سے روکتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔

اس آیت میں عدل کے ساتھ احسان کا ذکر اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اسلامی معاشرت صرف قانونی حقوق کی ادائیگی پر قائم نہیں ہوتی بلکہ اس میں خیر خواہی، تعاون اور انسانی ہمدردی بھی شامل ہے۔ عدل ہر صاحبِ حق کو اس کا حق فراہم کرتا ہے، جبکہ احسان انسان کو واجب حق سے آگے بڑھ کر خیر اور بھلائی کے رویے کی طرف لے جاتا ہے۔ بعثتِ نبوی ﷺ کے اصلاحی منہج کی عملی پیروی اسی وقت ممکن ہے جب یہ دونوں اقدار شخصی معاملات کے ساتھ اداروں اور اجتماعی نظام میں بھی نمایاں ہوں۔

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُونُواْ قَوَّٰمِينَ بِٱلْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰٓ أَنفُسِكُمْ أَوِ ٱلْوَٰلِدَيْنِ وَٱلْأَقْرَبِينَ﴾22

ترجمہ: اے ایمان والو! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہنے والے اور اللہ کے لیے گواہی دینے والے بنو، اگرچہ وہ گواہی خود تمہارے اپنے خلاف یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

19 Āl ʿImrān, 3:104.
20 Al-Naḥl, 16:125.
21 Al-Naḥl, 16:90.
22 Al-Nisāʾ, 4:135.

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

یہ قرآنی معیار عدل کو ذاتی پسند و ناپسند، خاندانی وابستگی اور مفاد سے بلند کرتا ہے۔ اسلامی اخلاق میں انصاف اسی وقت حقیقی انصاف بنتا ہے جب انسان اپنے فائدے کے خلاف بھی حق کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہو۔ اس اصول کی روشنی میں سرکاری، عدالتی، تعلیمی، تجارتی اور خاندانی معاملات میں جانبداری اور اقربا پروری نبوی اصلاحی منہج سے ہم آہنگ نہیں رہتیں۔

«اتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»23

ترجمہ: ظلم سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا سبب ہو گا۔

یہ حدیث ظلم کو صرف کسی بڑے سیاسی یا قانونی جرم تک محدود نہیں رکھتی۔ کسی کا مالی حق روکنا، کمزور کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا، ملازم یا ماتحت کے ساتھ زیادتی کرنا، وراثت میں حق تلفی، گھریلو ناانصافی، عزتِ نفس کو مجروح کرنا اور اختیار کا ناجائز استعمال بھی ظلم کی مختلف صورتیں بن سکتے ہیں۔ نبوی تربیت انسان میں ایسا احساسِ جواب دہی پیدا کرتی ہے جو اسے اپنے اختیار اور تعلقات میں دوسروں کے حقوق کا احترام کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔

«إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا»24

ترجمہ: بے شک تمہاری جانیں، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اسی طرح محترم ہیں جیسے تمہارے اس دن، اس مہینے اور اس شہر کی حرمت ہے۔

اس ارشاد میں جان، مال اور عزت کو یکجا ذکر کرنا نبوی معاشرتی نظام کی وسعت کو واضح کرتا ہے۔ انسان کو جسمانی نقصان سے محفوظ رکھنا کافی نہیں بلکہ اس کے مالی حقوق اور سماجی وقار کا تحفظ بھی ضروری ہے۔ موجودہ دور میں کردار کشی، جھوٹے الزامات، آن لائن بدنامی، مالی دھوکا دہی اور دوسروں کی نجی زندگی میں غیر ضروری مداخلت جیسی صورتیں بھی اس نبوی اصول کی روشنی میں سنجیدہ اخلاقی جائزے کا تقاضا کرتی ہیں۔

«السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ»25

ترجمہ: بیوہ اور محتاج کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے۔

یہ حدیث خدمتِ خلق کو دینی و اخلاقی زندگی کے مرکزی دائرے میں لاتی ہے۔ معاشرے کے کمزور افراد کی ضروریات پوری کرنا محض اختیاری سماجی خدمت نہیں بلکہ نبوی منہج سے وابستہ ایک اہم ذمہ داری ہے۔ اس تعلیم کی ادارہ جاتی تطبیق سماجی بہبود، یتیموں اور بیواؤں کی کفالت، غربت میں کمی، تعلیمی معاونت اور ضرورت مند خاندانوں کی باعزت مدد جیسے منظم اقدامات کی صورت میں سامنے آسکتی ہے۔

«الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا»26

ترجمہ: ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی مانند ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔

یہ مثال امت کے اجتماعی کردار کو نہایت واضح انداز میں بیان کرتی ہے۔ ایک مضبوط معاشرہ اسی وقت وجود میں آتا ہے جب افراد اپنی صلاحیتوں اور وسائل کو صرف ذاتی مفاد تک محدود رکھنے کے بجائے اجتماعی بھلائی کے لیے بھی استعمال کریں۔ علمی، معاشی اور سماجی تعاون سے معاشرے میں اعتماد اور استحکام پیدا ہوتا ہے، جبکہ شدید انفرادیت، باہمی حسد اور لاتعلقی اجتماعی قوت کو کمزور کرتی ہے۔

«مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى»27

ترجمہ: اہلِ ایمان اپنی باہمی محبت، رحمت اور ہمدردی میں ایک جسم کی مانند ہیں؛ جب جسم کا ایک عضو تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو پورا جسم بے خوابی اور بخار کے ساتھ اس کی تکلیف میں شریک ہو جاتا ہے۔

---

23 Muslim ibn al-Ḥajjāj, **Ṣaḥīḥ Muslim** , Kitāb al-Birr wa-al-Ṣilah wa-al-Ādāb, Bāb Taḥrīm al-Ẓulm, no. 2578.
24 Al-Bukhārī, **Ṣaḥīḥ al-Bukhārī** , Kitāb al-Ḥajj, Bāb al-Khuṭbah Ayyāma Minā, no. 1739.
25 Al-Bukhārī, **Ṣaḥīḥ al-Bukhārī** , Kitāb al-Nafaqāt, no. 5353; Muslim ibn al-Ḥajjāj, **Ṣaḥīḥ Muslim** , Kitāb al-Zuhd wa-al-Raqāʾiq, no. 2982.
26 Al-Bukhārī, **Ṣaḥīḥ al-Bukhārī** , Kitāb al-Adab, no. 6026; Muslim ibn al-Ḥajjāj, **Ṣaḥīḥ Muslim** , no. 2585.
27 Muslim ibn al-Ḥajjāj, **Ṣaḥīḥ Muslim** , Kitāb al-Birr wa-al-Ṣilah wa-al-Ādāb, no. 2586.

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

اس حدیث میں اسلامی معاشرے کو ایسے زندہ اخلاقی وجود کے طور پر پیش کیا گیا ہے جس میں ایک فرد یا طبقے کی تکلیف دوسروں کے لیے لاتعلقی کا موضوع نہیں رہتی۔ غربت، ناانصافی، محرومی، تعلیمی پسماندگی اور سماجی مشکلات کے حل میں اجتماعی احساس پیدا کرنا اسی نبوی تصور کا تقاضا ہے۔ تاہم یہ ہمدردی محض جذباتی اظہار تک محدود نہیں رہنی چاہیے بلکہ منظم، ذمہ دارانہ اور دیرپا عملی اقدامات میں تبدیل ہونی چاہیے۔

اس مبحث کے مجموعی تجزیے سے واضح ہوتا ہے کہ بعثتِ نبوی ﷺ کے مقاصد امت سے دو سطحوں پر ذمہ داری کا تقاضا کرتے ہیں۔ پہلی سطح فرد کی ہے جہاں اتباع، تزکیہ، صدق، امانت، زبان کی حفاظت اور حسنِ کردار مطلوب ہے؛ دوسری سطح معاشرے کی ہے جہاں علم، دعوت، عدل، حقوق العباد، خدمتِ خلق اور باہمی تعاون بنیادی ذمہ داریاں بن جاتے ہیں۔ اس طرح نبوی مشن فردی اصلاح اور اجتماعی تعمیر کو ایک دوسرے سے مربوط کرتا ہے۔

مبحث سوم: عصرِ حاضر میں نبوی مشن کی عملی تطبیق

بعثتِ نبوی ﷺ کے مقاصد کا حقیقی فہم اس وقت مکمل ہوتا ہے جب ان اصولوں کو معاصر انسانی زندگی کے مسائل اور ضروریات کے ساتھ مربوط کرکے دیکھا جائے۔ موجودہ مسلم معاشروں میں دینی شعور، مساجد، مدارس، جامعات، دعوتی سرگرمیوں اور سیرتِ نبوی ﷺ سے متعلق علمی لٹریچر کی موجودگی کے باوجود اخلاقی، خاندانی، معاشرتی اور ادارہ جاتی سطح پر متعدد چیلنجز موجود ہیں۔ اس صورتِ حال میں بنیادی ضرورت نبوی تعلیمات کی محض تکرار نہیں بلکہ ان کی ایسی عملی تفہیم ہے جو فرد کے کردار، خاندان کی تربیت، نظامِ تعلیم، معاشی معاملات، سماجی روابط اور ادارہ جاتی رویوں میں تبدیلی پیدا کر سکے۔ بعثتِ نبوی ﷺ کا منہج عقیدہ اور عمل، علم اور کردار، عبادت اور معاملات، نیز فردی اصلاح اور اجتماعی ذمہ داری کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کرتا۔ اسی لیے عصرِ حاضر میں نبوی مشن کی تطبیق کے لیے ضروری ہے کہ محبت واتباعِ رسول ﷺ کو عملی اخلاق، علمی بصیرت، ذمہ دارانہ شہریت، عدل اور خدمتِ انسانیت کے ساتھ مربوط کیا جائے۔

1۔ معاصر مسلم معاشرے میں قول و عمل کے فاصلے کا تجزیہ

معاصر مسلم معاشرے کے اہم اصلاحی مسائل میں سے ایک دینی تصورات اور عملی رویوں کے درمیان فاصلہ ہے۔ قرآنِ مجید نے قول اور عمل کے اس تضاد کو نہایت واضح انداز میں تنبیہ کا موضوع بنایا ہے۔

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفۡعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقۡتًا عِندَ ٱللَّهِ أَن تَقُولُواْ مَا لَا تَفۡعَلُونَ﴾28

ترجمہ: اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ اللہ کے نزدیک یہ بات سخت ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ کہو جو خود نہ کرو۔

یہ قرآنی اصول نبوی مشن کی معاصر تطبیق کے لیے بنیادی معیار فراہم کرتا ہے۔ اصلاحی گفتگو اسی وقت پائیدار اثر پیدا کر سکتی ہے جب فرد اور ادارے کا عمل اس کی تائید کرے۔ اس لیے سیرتِ نبوی ﷺ سے وابستگی کا ایک اہم تقاضا یہ ہے کہ صدق، امانت، عدل، وعدے کی پابندی، ذمہ داری اور حسنِ معاشرت کو مذہبی گفتگو کے ساتھ روزمرہ زندگی میں بھی نمایاں مقام حاصل ہو۔ یہی قول و عمل کی ہم آہنگی نبوی اصلاحی منہج کو زندہ اجتماعی قوت میں تبدیل کرتی ہے۔

2۔ خاندان، تعلیم اور سماجی اداروں میں سیرتِ نبوی ﷺ کی عملی تطبیق

بعثتِ نبوی ﷺ کے اصلاحی مقاصد کو معاشرے میں مؤثر بنانے کے لیے خاندان، نظامِ تعلیم اور سماجی ادارے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ فرد کی شخصیت صرف نظری تعلیم سے تشکیل نہیں پاتی بلکہ گھر کے ماحول، تعلیمی تربیت، معاشرتی رویوں اور ادارہ جاتی اقدار سے مسلسل متاثر ہوتی ہے۔ اسی لیے نبوی منہج میں اصلاح کا عمل فرد سے شروع ہو کر خاندان اور پھر پورے معاشرے تک پہنچتا ہے۔ عصرِ حاضر میں سیرتِ نبوی ﷺ کی عملی تطبیق کا تقاضا یہ ہے کہ اسے محض تاریخی واقعات، تقاریر یا نصابی ابواب تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ خاندانی تربیت، تعلیمی مقاصد، پیشہ ورانہ اخلاق اور سماجی تعلقات کے لیے عملی معیار بنایا جائے۔

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ قُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ وَأَهۡلِيكُمۡ نَارٗا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلۡحِجَارَةُ﴾29

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ خاندانی ذمہ داری صرف مادی ضروریات پوری کرنے تک محدود نہیں بلکہ دینی، اخلاقی اور فکری تربیت بھی اس کا بنیادی حصہ ہے۔ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو عبادات کی تعلیم کے ساتھ سچائی، امانت، احترام، ضبطِ نفس، ذمہ داری اور دوسروں کے حقوق کی عملی تربیت دیں۔ اگر گھر میں دینی تعلیم موجود ہو لیکن روزمرہ معاملات میں جھوٹ، سختی، ناانصافی یا بدزبانی معمول بن جائے تو بچے نظری تعلیم اور عملی نمونے کے درمیان تضاد محسوس کرتے ہیں۔ نبوی تربیت میں عملی نمونہ اسی لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

---

28 Al-Ṣaff, 61:2–3.
29 Al-Taḥrīm, 66:6.

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

«خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي»30

ترجمہ: تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہترین ہو، اور میں تم سب سے بڑھ کر اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہوں۔

اس ارشاد میں اخلاقی عظمت کا امتحان انسان کی عوامی شخصیت کے بجائے اس کے قریبی خاندانی تعلقات میں رکھا گیا ہے۔ باہر نرم مزاج اور خوش اخلاق دکھائی دینا، مگر گھر میں سختی، تحقیر یا ناانصافی اختیار کرنا نبوی معیارِ اخلاق سے مطابقت نہیں رکھتا۔ سیرتِ نبوی ﷺ کی خاندانی تطبیق کا تقاضا ہے کہ میاں بیوی کے تعلق، اولاد کی تربیت، بزرگوں کے احترام اور گھریلو اختلافات کے حل میں رحمت، تحمل، مشاورت اور انصاف کو بنیاد بنایا جائے۔

«مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ»31

ترجمہ: جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

اس مختصر ارشاد میں تربیت اور انسانی تعلقات کے لیے ایک جامع اخلاقی اصول موجود ہے۔ بچوں کی اصلاح محض سختی، خوف یا سزا سے نہیں بلکہ شفقت، رہنمائی اور مناسب نظم کے امتزاج سے زیادہ مؤثر ہوتی ہے۔ اسی طرح بزرگوں، کمزوروں اور ماتحت افراد کے ساتھ رویے میں رحمت کا عنصر نبوی اخلاق کی عملی علامت ہے۔

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي ٱلَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَٱلَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾32

ترجمہ: کہہ دیجیے: کیا علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے برابر ہو سکتے ہیں؟

نبوی تصورِ تعلیم میں علم صرف معاشی ترقی یا پیشہ ورانہ کامیابی کا وسیلہ نہیں بلکہ حقیقت شناسی، اخلاقی شعور اور ذمہ دارانہ عمل کی بنیاد ہے۔ اس لیے اسلامی تعلیمی اداروں کا مقصد ایسے افراد تیار کرنا ہونا چاہیے جو علمی مہارت کے ساتھ امانت، دیانت، تحقیق، تنقیدی بصیرت اور خدمتِ معاشرہ کا شعور بھی رکھتے ہوں۔ نقل، علمی سرقہ، غیر منصفانہ جانچ، تعلیمی بددیانتی اور علم کو محض سند کے حصول تک محدود کرنا نبوی تصورِ تعلیم کے بنیادی مقاصد سے متصادم ہے۔

﴿إِنَّ ٱللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّواْ ٱلْأَمَٰنَٰتِ إِلَىٰٓ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ ٱلنَّاسِ أَن تَحْكُمُواْ بِٱلْعَدْلِ﴾33

ترجمہ: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حق داروں کے سپرد کرو، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔

یہ آیت ادارہ جاتی اخلاقیات کے دو بنیادی اصول—امانت اور عدل—متعین کرتی ہے۔ عہدہ، اختیار، مالی وسائل، علمی ذمہ داری اور انتظامی منصب سب امانت کی مختلف صورتیں ہیں۔ لہٰذا کسی ادارے میں اہلیت کے بجائے ذاتی تعلق، سفارش یا مفاد کو ترجیح دینا، وسائل کا غلط استعمال کرنا یا فیصلوں میں جانبداری اختیار کرنا نبوی اصلاحی اقدار سے متصادم ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ کی ادارہ جاتی تطبیق اسی وقت حقیقی ہو گی جب شفافیت، جواب دہی، اہلیت اور انصاف عملی نظام کا حصہ بنیں۔

3۔ امت کی فکری و اخلاقی تجدید کے لیے نبوی منہج اور عملی سفارشات

عصرِ حاضر میں امتِ مسلمہ کو درپیش مسائل صرف مادی کمزوری یا وسائل کی قلت کا نتیجہ نہیں بلکہ ان میں فکری انتشار، اخلاقی کمزوری، علم و عمل کے فاصلے، داخلی تقسیم اور اجتماعی ذمہ داری کے کمزور شعور جیسے عوامل بھی شامل ہیں۔ بعثتِ نبوی ﷺ کا منہج ان مسائل کے حل کے لیے ایسی جامع بنیاد فراہم کرتا ہے جس میں صحیح عقیدہ، علم، تزکیہ، اخلاق، عدل اور ذمہ دارانہ عمل ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ فکری و اخلاقی تجدید کا مطلب ماضی کی محض لفظی نقل نہیں بلکہ قرآن و سنت کے بنیادی اصولوں کو سمجھ کر بدلتے ہوئے حالات میں ان کی مؤثر تطبیق ہے۔

﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُواْ مَا بِأَنفُسِهِمْ﴾34

ترجمہ: بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلیں۔

---

30 Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, **Sunan al-Tirmidhī** , Abwāb al-Manāqib, Bāb Faḍl Azwāj al-Nabī ﷺ, no. 3895.
31 Al-Bukhārī, **Ṣaḥīḥ al-Bukhārī** , Kitāb al-Adab, no. 5997; Muslim ibn al-Ḥajjāj, **Ṣaḥīḥ Muslim** , Kitāb al-Faḍāʾil, no. 2318.
32 Al-Zumar, 39:9.
33 Al-Nisāʾ, 4:58.
34 Al-Raʿd, 13:11.

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

یہ آیت اصلاح کے ایک بنیادی قانون کو واضح کرتی ہے کہ پائیدار اجتماعی تبدیلی داخلی فکری اور اخلاقی تبدیلی کے بغیر ممکن نہیں۔ اداروں، قوانین اور معاشی ڈھانچوں کی اصلاح ضروری ہے، لیکن اگر افراد میں ذمہ داری، دیانت، عدل اور خود احتسابی پیدا نہ ہو تو خارجی تبدیلی کے نتائج محدود رہتے ہیں۔ بعثتِ نبوی ﷺ نے اسی لیے انسان کے باطن اور معاشرتی نظام دونوں کی اصلاح کو ساتھ لے کر چلنے کا منہج اختیار کیا۔

«كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ»35

ترجمہ: تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

اس ارشاد کا دائرہ صرف حکمران یا رسمی قیادت تک محدود نہیں بلکہ خاندان، تعلیم، انتظام، معاشرت اور دیگر ذمہ داریوں تک پھیلتا ہے۔ والدین اپنی اولاد، استاد اپنے طلبہ، منتظم اپنے ادارے اور صاحبِ اختیار اپنے دائرۂ اختیار کے بارے میں جواب دہ ہیں۔ اس تصور کو زندہ کرنے سے ذمہ داری دوسروں پر منتقل کرنے کے بجائے ہر فرد اپنے حصے کی اصلاح کو اپنی دینی و اخلاقی ذمہ داری سمجھتا ہے۔

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَإٖ فَتَبَيَّنُوٓاْ أَن تُصِيبُواْ قَوْمَۢا بِجَهَٰلَةٖ فَتُصْبِحُواْ عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَٰدِمِينَ﴾36

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا دو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔

اس اصول کی موجودہ ابلاغی ماحول میں غیر معمولی اہمیت ہے۔ کسی خبر، تصویر، ویڈیو یا الزام کو تحقیق کے بغیر آگے منتقل کرنا افراد اور معاشرے دونوں کے لیے نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ لہٰذا ڈیجیٹل دنیا میں سیرتِ نبوی ﷺ کی عملی پیروی میں صدق، تحقیق، رازداری، عزتِ نفس کے احترام اور ذمہ دارانہ اظہار کو بنیادی اخلاقی اصول بنانا ضروری ہے۔

﴿وَٱعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ ٱللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُواْ﴾37

ترجمہ: اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑو۔

یہاں اتحاد کا مفہوم علمی اور فقہی اختلافات کو ختم کرنا نہیں بلکہ بنیادی دینی اقدار پر اجتماعی وابستگی، اختلاف کے آداب اور مشترکہ خیر کے لیے تعاون پیدا کرنا ہے۔ علمی اختلاف اگر احترام، دلیل اور دیانت کے ساتھ ہو تو علمی ترقی کا ذریعہ بن سکتا ہے، لیکن جب اختلاف تحقیر، تعصب اور گروہی دشمنی میں تبدیل ہو جائے تو اجتماعی قوت کو کمزور کرتا ہے۔ اس طرح نبوی منہج کی روشنی میں امت کی فکری و اخلاقی تجدید کا راستہ محض جذباتی نعروں سے نہیں بلکہ علم، تزکیہ، کردار، عدل، جواب دہی اور اجتماعی تعاون سے تشکیل پاتا ہے۔

نتائج

زیرِ نظر مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ بعثتِ نبوی ﷺ ایک جامع فکری، روحانی، اخلاقی، تعلیمی اور معاشرتی اصلاحی منصوبہ ہے۔ قرآنِ مجید نے تلاوتِ آیات، تعلیمِ کتاب و حکمت، تزکیۂ نفوس، توحید، رحمت اور ہدایت کو نبوی مشن کے بنیادی عناصر کے طور پر پیش کیا ہے۔ ان عناصر کا باہمی تعلق یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسلام میں علم کو کردار، عبادت کو معاملات اور فردی اصلاح کو اجتماعی ذمہ داری سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔

مطالعے سے یہ بھی واضح ہوا کہ امت کی رسول اللہ ﷺ سے وابستگی کا عملی معیار اتباع، حسنِ کردار اور ذمہ دارانہ عمل ہے۔ محبتِ رسول ﷺ اپنی حقیقی معنویت اس وقت حاصل کرتی ہے جب اس کے اثرات فرد کے اخلاق، گفتگو، معاملات، خاندانی زندگی اور معاشرتی تعلقات میں ظاہر ہوں۔

تحقیق سے یہ نتیجہ بھی سامنے آتا ہے کہ نبوی منہج میں علم اور تزکیہ لازم و ملزوم ہیں۔ محض معلوماتی تعلیم ایسی شخصیت تشکیل نہیں دے سکتی جو معاشرے میں عدل، امانت اور خیر کی نمائندگی کرے۔ اسی طرح تزکیہ اگر علمی بصیرت سے جدا ہو تو فرد بدلتے ہوئے حالات میں صحیح دینی رہنمائی فراہم کرنے کی صلاحیت سے محروم رہ سکتا ہے۔

بعثتِ نبوی ﷺ کا اصلاحی تصور فرد سے معاشرے تک پھیلتا ہے۔ عدل، حقوق العباد، انسانی عزت کا تحفظ، کمزور طبقات کی کفالت اور باہمی تعاون اسلامی معاشرت کی بنیادی اقدار ہیں۔ اس لیے معاشرتی ناانصافی اور حقوق کی پامالی کو محض سماجی مسئلہ سمجھنے کے بجائے نبوی مشن سے عملی وابستگی کے تناظر میں بھی دیکھنا ضروری ہے۔

---

35 Al-Bukhārī, **Ṣaḥīḥ al-Bukhārī** , Kitāb al-Jumuʿah, no. 893; Muslim ibn al-Ḥajjāj, **Ṣaḥīḥ Muslim** , Kitāb al-Imārah, no. 1829.
36 Al-Ḥujurāt, 49:6.
37 Āl ʿImrān, 3:103.

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

معاصر حالات کے تجزیے سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ قول و عمل کا فاصلہ امت کی اصلاح میں ایک اہم رکاوٹ ہے۔ دینی تعلیمات کا مؤثر اثر اسی وقت پیدا ہو گا جب ان کا اظہار خاندان، تعلیم، تجارت، انتظام، سیاست، ذرائع ابلاغ اور روزمرہ معاشرت میں بھی ہو۔

آخر کار تحقیق اس نتیجے تک پہنچتی ہے کہ امت کی فکری و اخلاقی تجدید کے لیے نبوی منہج کی طرف رجوع کا مطلب صرف سیرت کے تاریخی واقعات کا مطالعہ نہیں بلکہ سیرت کے اصولوں کو معاصر زندگی کے مسائل پر علمی بصیرت کے ساتھ نافذ کرنا ہے۔ یہی عمل بعثتِ نبوی ﷺ کے مقاصد کو عصرِ حاضر میں زندہ اور مؤثر بنا سکتا ہے۔

سفارشات

1۔ تعلیمی اداروں میں سیرتِ نبوی ﷺ کی تدریس کو صرف تاریخی واقعات تک محدود کرنے کے بجائے اخلاقی، فکری اور عملی تربیت سے مربوط کیا جائے۔

2۔ خاندان کو نبوی تربیت کا بنیادی ادارہ سمجھتے ہوئے والدین کے لیے ایسی تربیتی سرگرمیاں مرتب کی جائیں جن میں بچوں کی دینی تعلیم کے ساتھ کردار سازی، شفقت، ذمہ داری اور ڈیجیٹل اخلاقیات کو بھی شامل کیا جائے۔

3۔ مدارس اور جامعات میں قرآن و سنت کے مطالعے کے ساتھ معاصر سماجی، معاشی، فکری اور تکنیکی مسائل کی علمی تفہیم کو فروغ دیا جائے تاکہ اہلِ علم جدید مسائل میں مؤثر رہنمائی فراہم کر سکیں۔

4۔ مساجد اور دعوتی اداروں میں اصلاحی خطاب کو صرف انفرادی عبادات تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ امانت، عدل، حقوق العباد، خاندانی ذمہ داری، معاشی دیانت اور سماجی خدمت کو بھی مستقل موضوع بنایا جائے۔

5۔ سرکاری، تعلیمی اور سماجی اداروں میں نبوی اصولِ امانت و عدل کی روشنی میں شفافیت، اہلیت، جواب دہی اور غیر جانب دارانہ فیصلہ سازی کو فروغ دیا جائے۔

6۔ جدید ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا کے استعمال میں صدق، تحقیقِ خبر، احترامِ انسانیت، رازداری اور ذمہ دارانہ اظہار کو نبوی اخلاق کے عملی تقاضوں کے طور پر اجاگر کیا جائے۔

7۔ امت کے داخلی علمی و فکری اختلافات میں آدابِ اختلاف، احترام اور مشترکہ خیر کے لیے تعاون کو فروغ دیا جائے تاکہ اختلاف تفرقے اور باہمی دشمنی میں تبدیل نہ ہو۔

8۔ بعثتِ نبوی ﷺ کے مقاصد پر مزید بین العلومی تحقیقات کی جائیں جن میں سیرتِ نبوی ﷺ کو تعلیم، خاندان، سماجیات، اخلاقیات، قیادت، ابلاغ اور ادارہ جاتی نظم جیسے معاصر علمی میدانوں کے ساتھ مربوط کر کے مطالعہ کیا جائے۔

خاتمہ

بعثتِ نبوی ﷺ انسانی تاریخ میں ہدایتِ الٰہی کے آخری، جامع اور عالمگیر مرحلے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس تحقیق سے واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد صرف احکامِ الٰہی کی تبلیغ یا ایک مخصوص مذہبی جماعت کی تشکیل نہیں تھا، بلکہ انسان کی فکری، اعتقادی، اخلاقی، روحانی اور معاشرتی زندگی کی ہمہ گیر اصلاح اس کا بنیادی ہدف تھا۔ قرآنِ مجید نے تلاوتِ آیات، تعلیمِ کتاب و حکمت، تزکیۂ نفوس، توحید، اخلاق، عدل اور رحمت کو اس نبوی مشن کے نمایاں عناصر کے طور پر پیش کیا ہے۔

بعثتِ نبوی ﷺ کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں فرد کی داخلی اصلاح اور معاشرے کی خارجی تعمیر ایک دوسرے سے جدا نہیں۔ توحید انسان کے تصورِ حیات کو درست کرتی ہے، وحی اسے فکری رہنمائی فراہم کرتی ہے، تعلیم شعور پیدا کرتی ہے، تزکیہ باطن اور کردار کو سنوارتا ہے اور نبوی اخلاق اس تبدیلی کو معاشرتی تعلقات میں منتقل کرتے ہیں۔ اسی لیے نبوی منہج میں عبادت اور معاملات، علم اور عمل، حقوق اللہ اور حقوق العباد، نیز شخصی تقویٰ اور اجتماعی عدل ایک جامع اخلاقی نظام کے اجزا ہیں۔

﴿وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُواْ وَمَا عَلَى ٱلرَّسُولِ إِلَّا ٱلْبَلَـٰغُ ٱلْمُبِينُ﴾38

ترجمہ: اور اگر تم رسول کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے، اور رسول کے ذمہ واضح طور پر پیغام پہنچا دینے کے سوا کچھ نہیں۔

اس آیت کی روشنی میں امت کے لیے نبوی ہدایت سے وابستگی محض نظری یا جذباتی نسبت کا نام نہیں، بلکہ ایسی شعوری اطاعت ہے جس کے اثرات انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ظاہر ہوں۔ سیرتِ نبوی ﷺ سے حقیقی استفادہ اسی وقت ممکن ہے جب اس کے اصول عبادات کے ساتھ اخلاق، خاندان، تعلیم، تجارت، سماجی روابط، ادارہ جاتی نظم اور اجتماعی فیصلوں میں بھی رہنمائی فراہم کریں۔

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِٱلْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾39

38 Al-Nūr, 24:54.
39 Al-Tawbah, 9:128.

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

ترجمہ: یقیناً تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول تشریف لائے؛ تمہاری تکلیف ان پر گراں گزرتی ہے، وہ تمہاری بھلائی کے بہت خواہش مند اور اہلِ ایمان کے لیے نہایت شفقت فرمانے والے، بہت مہربان ہیں۔

اس قرآنی تصویر میں نبوی دعوت کا ایک بنیادی اصول سامنے آتا ہے: اصلاح کا تعلق خیر خواہی، رحمت اور انسانی ہمدردی سے ہے۔ امت اگر نبوی مشن کو آگے بڑھانا چاہتی ہے تو اس کے دعوتی اور اصلاحی رویے میں بھی حکمت، شفقت، خیر خواہی اور انسانی وقار کا احترام نمایاں ہونا چاہیے۔ سختی، تحقیر اور باہمی نفرت کے ذریعے وہ اخلاقی معاشرہ تشکیل نہیں پا سکتا جس کی عملی مثال رسول اللہ ﷺ نے قائم فرمائی۔

تحقیق کے مجموعی نتائج سے یہ امر بھی سامنے آیا کہ عصرِ حاضر میں امت کو درپیش متعدد مسائل کا تعلق صرف خارجی عوامل سے نہیں بلکہ داخلی اخلاقی اور فکری کمزوریوں سے بھی ہے۔ قول و عمل میں تضاد، علمی سطحیت، حقوق العباد سے غفلت، ادارہ جاتی ناانصافی، خاندانی تربیت کی کمزوری اور جدید ذرائع ابلاغ کا غیر ذمہ دارانہ استعمال ایسے مسائل ہیں جن کے حل کے لیے نبوی منہج کی طرف سنجیدہ اور عملی رجوع ناگزیر ہے۔

﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ﴾40

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی بھلائی کے لیے نکالی گئی ہے؛ تم نیکی کا حکم دیتے، برائی سے روکتے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

یہ فضیلت محض نسبت یا دعوے کی بنیاد پر نہیں بلکہ ایمان، خیر اور اصلاح کی عملی ذمہ داری سے وابستہ ہے۔ امت اپنی خیر خواہی، اخلاق، علم، عدل اور خدمت کے ذریعے ہی نبوی مشن کی مؤثر نمائندگی کر سکتی ہے۔ یہی بعثتِ نبوی ﷺ کے مطالعے کا بنیادی عملی نتیجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سچی وابستگی انسان کو ذمہ دار، صالح اور معاشرے کے لیے نافع بناتی ہے۔

مصادر و مراجع

Aḥmad ibn Ḥanbal. **Al-Musnad**. Edited by Shuʿayb al-Arnaʾūṭ, ʿĀdil Murshid, and others. Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 2001.

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. **Ṣaḥīḥ al-Bukhārī**. Edited by Muḥammad Zuhayr ibn Nāṣir al-Nāṣir. Beirut: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH.

Muslim ibn al-Ḥajjāj. **Ṣaḥīḥ Muslim**. Edited by Muḥammad Fuʾād ʿAbd al-Bāqī. Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, n.d.

Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. **Sunan al-Tirmidhī**. Edited by Aḥmad Muḥammad Shākir, Muḥammad Fuʾād ʿAbd al-Bāqī, and Ibrāhīm ʿAṭwah ʿIwaḍ. Cairo: Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, 1975.

40 Āl ʿImrān, 3:110.